الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

زیارت گنبد خضریٰ کا ثبوت

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام (حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری)

ناشر...... عطاری پبلشرز (مدینۃ المرشد) کراچی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! ابن تیمیہ نے مزارِرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے سفر کو شرک لکھا تو سخت سزا پائی۔آج بھی اس کے چیلے وہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی سزا پائیں گے۔

تمام مومنین صالحین کے نزدیک بالاتفاق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنا اہم ترین نیکی اور افضل ترین عبادت اور درجاتِ عالیہ تک پہنچنے کیلئے نہایت کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے بلکہ بعض آئمہ عظام وعلمائے کرام کے نزدیک واجب ہے۔ وسعت و طاقت کے ہوتے ہوئے اس کا ترک بہت بڑی جفا اور انتہائی بدنصیبی و محرومی ہے۔اسی طرح معمولی عذر کی بناء پر اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہونا انتہائی قساوت اور جفا ہے۔

قرآن مجید......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولو انهم اذ ظلمو انفسم جاؤك فاستغفرو الله واستغفر لهم الرسول لو جدوالله توابا رحيما

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کی بخشش چاہے (یعنی ان کی شفاعت فرمائے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔ (سورۂ نساء:۶٠)

شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیتِ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

ایں آیۂ کریمہ دلالت دارد برحث وترغیب حضور درگاہ رسالت پناہ مغفرت دراں جناب اجابت مآب وطلب استغفار ازوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وایں رتبہ عظیمہ است کہ ابد انقطاع پذیر از جہت استوائے حالت موت و حیات نسبت بسرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جذب القلوب، ص۲۱۱)

یہ آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اُس آستانہ مقدسہ پر حاضر ہو کر طلبِ مغفرت کرنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرانے پر اور یہ ایک رُتبہ عظیمہ ہے کہ کبھی منقطع ہونے والا نہیں اس لئے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت حیات وممات برابر ہے۔

فائدہ......مولوی محمد قاسم نانوتوی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اسی آیتِ کریمہ کے متعلق لکھا، اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے اُمتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کیلئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے اُمتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا واجب ہی مقصود ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔ (آبِ حیات، ص۵٠)

حکایت

وہ مشہور واقعہ جو ائمہ عظام اور علمائے کرام نے اپنی اپنی معتبر تصانیف میں ذکر فرمایا ہے اس پر روشن دلیل ہے کہ وصال شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر روضہ شریفہ کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے ولو انهم اذ ظلمو انفسهم جاؤك فاستغفرو الله واستغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحيما ٥ اور بیشک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ پھر اس اعرابی نے زار و زار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے ؎

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم

اے بہترین ذات جن کی مبارک ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے بھی معطر ہو گئے۔

نفسى الفداء لقبر انت ساكنه فيه العفاف وفيه والجود والكرم

میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں اس قبر میں پاکیزگی و طہارت ہے
اور اس میں بخشش و سخاوت اور کرم ہے۔

انت الشفيع الذى ترجىٰ شفاعته على الصراط اذا ما زلت القدم

آپ وہ شفیع ہیں کہ جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے جب کہ اس پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وصاحباك لا انسا هما ابدا منى السلام عليكم ما جرى القلم

اور آپ کے دو صاحبوں (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا
میری طرف سے تم پر سلام ہو جب تک (کہ دنیا میں) قلم چلتا رہے۔

اس پر قبر انور سے آواز آئی قد غفرلك کہ تیری بخشش ہو گئی۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۱، وفاء الوفاء، خلاصۃ الوفاء)

﴿ فوائد ﴾

(۱) صرف مزارات کیلئے سفر کرنا دورِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے۔

(۲) مزارات پر حاضر ہوکر بارگاہِ حق سے مشکلات حل کرانا۔

(۳) نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات کا عقیدہ۔

احادیث مبارکہ

زیارتِ روضۂ انور کی ترغیب میں بہت سی احادیثِ مبارکہ بھی وارد ہوئی ہیں جن کے متعلق امام المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اما ازانچہ بصریح لفظ زیارت وقوع یافتہ ایں احادیث است کہ از نقل ثقات بطریق متعددہ بعضے ازاں بدرجہ صحت رسیدہ واکثر بمرتبہ حسن آمدہ ثبوت یافتہ۔ (جذب القلوب، ص ۱۹۵)

اور وہ احادیث جن میں صریح لفظ زیارت آیا ہے جن کو ثقہ اماموں نے متعدد سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ بعض ان میں سے درجہ صحت کو پہنچی ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت ہوئی ہیں۔ یہ ہیں:۔

حدیث نمبر ۱...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زار قبری وجبت لہ شفاعتی (جذب القلوب، ص ۱۹۵، شفاء السقام، ص ۲)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حدیث نمبر ۲...... انہی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

من زار قبری حلت لہ شفاعتی (جذب القلوب، ص ۱۹۵، شفاء السقام، ص ۱۴)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

فائدہ...... ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ روضہ انور کی زیارت کرنے والے خوش نصیب مومنوں کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب وحلال ہو جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۳......امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من زار قبری او زارنی کنت له شفیعا او شهیدا ومن مات فی احد الحرمین بعثه الله من الامنین یوم القیمة (جذب القلوب، ص ۱۹۵، شفاء السقام، ص ۳۰، مسند ابوداؤد طیالسی، ص ۱۲)

جس نے میری یا میری قبر کی زیارت کی میں اس کا شفیع اور شہید ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے گا اللہ اس کو قیامت کے دن امن والوں سے اُٹھائے گا۔

فائدہ......اہل علم وعرفان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل معصیت زائرین کے سفارشی اور اہل اطاعت زائرین کے گواہ ہوں گے اور آپ کی شفاعت وشہادت' قیامت کے دن کی سختی وہالنا کی سے امن، معاصی کی بخشش، رفع درجات ومراتب اور بغیر حساب کے جنت میں داخلے کیلئے ہوگی۔

حدیث نمبر ٤......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی

جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو یہ اس جیسا ہے کہ جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

(جذب القلوب، ص ۱۹۵، شفاء السقام، ص ۲۰، مشکوٰۃ شریف، ص ۲۴۱)

فائدہ......اس ارشادِ گرامی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ زائر تمام احکام و وجوہ میں مثل صحابی کے ہوجاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں حقیقی وجسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور زائر کو آپ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوکر ایک خاص سعادت وخصوصیت حاصل ہوجاتی ہے جو اوروں کو حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ کی ظاہری زیارت وصحبت کی وجہ سے ساری اُمت پر ایک خصوصیت وامتیاز حاصل ہے۔

حدیث نمبر ۵......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من جآء نی زائر الا یعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیمة

جو میری زیارت کو آئے کہ سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں۔

(جذب القلوب، ص ۱۹۵، شفاء السقام، ص ۱۶، طبرانی کبیر)

حدیث نمبر۶......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زارنی فی المدینة محتسبا کان فی جواری وکنت له شفیعا یوم القیمة

جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی برائی سے باز رہتے ہوئے یا بہ نیت نیک (یعنی اور کوئی غرض نہ ہو)

وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا۔

حدیث نمبر۷......ایک روایت میں فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمة (مشکوٰۃ، ص ۲۴۰)

جو قصداً وعمداً یعنی بہ نیتِ زیارت آکر میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

فائدہ......ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ زائرین حضرات مدینہ منورہ جاتے ہوئے صرف زیارت روضۂ انور کی نیت کریں یعنی ان کا اصل مقصد صرف زیارت روضہ انور ہو۔ باقی زیارت وغیرہ سب کچھ اس کے طفیل میں ہو۔

ع مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

اُس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کی ایک ظل — روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ — لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

دلائل بطریقۂ دیگر

ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین سفر برائے زیارتِ قبرانور کے خلاف ہر طرح کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس راہ میں بہت سے بہکانے والے ملیں گے لہٰذا ان کے بہکانے میں نہ آیئے اور طریق اہل محبت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اس مقصد کے پیش نظر چلئے کہ ہم گنہگار سیاہ کار سلطان زمین و زماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو رہے ہیں تا کہ ان کی شفاعتِ خاص کے حقدار ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله (قرآن ۵-۱۱)

اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اس کو موت (راستے میں) آلے تو اللہ کے ذمے اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

احادیث مبارکہ

۱ ...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

فمن کانت هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله (مشکوٰۃ، ص ۱۱)

پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہی ہے۔

۲ ...... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (جذب القلوب، ص ۱۹۶، شفاء السقام، ص ۲۷)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

۳ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیٰمة

وما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر (جذب القلوب، ص ۱۹۶، شفاء السقام، ص ۳۷)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور جو میری اُمت میں سے میری زیارت کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر میری زیارت نہ کرے اس کیلئے کوئی عذر نہ ہوگا۔

۴......امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی

اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔ (جذب القلوب، ص۱۹۷، شفاء السقام، ص۳۹)

فائدہ......ان تینوں حدیثوں میں تارکِ زیارت کیلئے کتنی سخت وعید ہے، بلا شبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات جو اُمت پر ہیں ان کے پیش نظر اُمتیوں کا بہ ہزار عقیدت و محبت حاضر ہونا ہی دلیل غلامی و وفا ہے اور حاضری کا ترک اور اس سے بے رغبتی و بے نیازی ظلم و جفا ہے۔

زیارت مسجد نبوی سے استدلال

ابن تیمیہ اوراس کے معتقدین کہتے ہیں کہ مدینہ پاک کو جانے والے مسجد نبوی میں دوگانہ پڑھنے کی نیت کریں پھراس کے طفیل قبرنبی پر جاسکتے ہیں۔

احادیث مبارکه

۱......حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من خرج علے طهر لا يريد الا الصلوٰة فى مسجدى حتى يصلى فيه كان بمنزلة حجة

جوشخص پاکیزگی کے ساتھ صرف اس ارادہ سے نکلا کہ میری مسجد میں نماز پڑھے

یہاں تک کہ اس نے اُس میں نماز پڑھی تو یہ حج کے برابر ہے۔ (وفاء الوفاء، ج۱ص۳۰۱)

۲......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حج الى مكة ثم قصد فى مبرورتان (فضائل حج، ص۱۳۴)

جوشخص حج کیلئے مکہ جائے پھر میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے اس کیلئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔

۳......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلےٰ فى مسجدى اربعين صلوة لا تفوته صلاة كتب له‘

برآءة من النار وبراءة من العذاب وبرئ من النفاق (وفاء الوفاء، ص۳۰۰)

جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو

تو وہ دوزخ اور عذاب اور نفاق سے بری لکھ دیا جاتا ہے۔

٤......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بين بيتى وممبرى روضه من رياض الجنة وممبرى علےٰ حوضى

میرے گھر اور میرے ممبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر میرے حوض پر ہے۔

فضائل اسطوانات مبارکہ

یہ ستون ہائے مبارکہ مسجد نبوی شریف میں ہیں اس کے بھی بہت بڑے فضائل وارد ہیں۔ ویسے تو ساری مسجد شریف ہی مبارک ومتبرک ہے لیکن وہ حصہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں مسجد تھا، وہ خاص طور پر متبرک اور افضل ہے اور اس میں بھی ریاض الجنۃ کو خاص خصوصیت حاصل ہے اور اس حصے میں جتنے ستون ہیں ان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اکثر ان کے پاس نمازیں پڑھتے تھے اور ان ستونوں میں بھی چند ستون مبارکہ ایسے ہیں جن کو بہت ہی زیادہ خصوصیت اور فضیلت اور اہمیت حاصل ہے اور وہ آٹھ ہیں۔

(۱) اسطوانۂ مخلقہ

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں یہ جگہ سب سے زیادہ افضل اور متبرک ہے۔ کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے اور اسی جگہ محراب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے ایک محراب بنی ہوئی ہے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی اس کو اسطوانہ مخلقہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس پر خاص طور پر خوشبو ملی جاتی تھی ورنہ اس کا اصل نام اسطوانہ حنانہ ہے کیونکہ اسی جگہ کھجور کا وہ تنہ تھا جس پر ٹیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور پھر ممبر بننے کے بعد آپ کے ہجر و فراق میں وہ رویا تھا۔

استن حنانہ در ہجر رسول　　　نالہ میزد ہمچو ارباب عقول

محراب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کھڑے ہوں تو یہ اسطوانہ دائیں طرف محراب کے ساتھ ہی ہے۔

(۲) اسطوانۂ عائشہ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان فی مسجدی لبقعتہ لو یعلم الناس ما صلوا فیھا الا ان تطیر لھم قرعۃ (وفاء الوفاء، ص ۳۱۲)

کہ بیشک میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو (اسکی فضیلت) معلوم ہو جائے تو اس کیلئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے۔

لوگوں نے ام المؤمنین سے پوچھا کہ وہ کون سی جگہ ہے؟ تو اُم المؤمنین نے اس وقت تو بتانے سے توقف فرمایا لیکن اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر بتادیا۔ اسی لئے اس کو اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں کیونکہ ان کے بتانے سے اس کی تعیین ہوئی۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عامر بن عبداللہ اور اکثر مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قریب نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ (وفاء الوفاء، ص ۳۱۲)

(۳) اسطوانۂ التوبہ

اس کو اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں انہوں نے اپنے آپ کو ایک جرم کے سرزد ہونے پر اس سے باندھا تھا۔

واقعہ یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعہد قوم یہود بنی قریظہ کا دو ہفتہ تک محاصرہ فرمایا تو وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور خائف ہوئے۔ ان کے سردار کعب بن اسد نے ان سے کہا کہ اب تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ تم اس شخص یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے ان کی بیعت کرلو کیونکہ یہ تم پر خوب ظاہر ہو چکا ہے بلاشبہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب توارات میں ہے اس صورت میں تمہاری جان و مال اور اولاد سب محفوظ ہے۔ دوم یہ کہ آؤ پہلے ہم اپنی ازواج و اولاد کو قتل کر دیں تاکہ ان کی مستقبل کی فکر نہ رہے اور پھر ان سے لڑیں جو ہو سو ہو۔ سوم یہ کہ ان سے صلح کی درخواست کریں شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے۔ قوم نے پہلی دو صورتوں کو نہ مانا اور تیسری صورت کو مان کر صلح کی درخواست کردی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں سوائے اسکے کچھ منظور نہیں کہ تم اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کرلو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیں کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات بھی تھے اور ابولبابہ کا مال اور اہل و عیال بھی انکے پاس تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولبابہ کو بھیج دیا۔ انہوں نے ابولبابہ سے بطورِ مشورہ پوچھا ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے کہا کہ قتل کیے جاؤ گے پھر معاً متنبہ ہوا کہ میں نے بہت برا کیا کہ مال و اولاد کیلئے اللہ و رسول کی خیانت کی۔ چنانچہ وہاں سے سیدھے مسجد شریف میں آئے اور اپنے آپ کو ستون سے بندھوالیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں اور نہ کچھ پیوں گا چاہے مرجاؤں جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس آتے تو میں ان کیلئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا ہے تو اب جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ چنانچہ وہ ایک ہفتہ تک بندھے رہے۔ ان کی بیوی قضائے حاجت اور نماز کیلئے کھول دیتی اس کے بعد پھر باندھ دیئے جاتے تھے اس عرصہ میں کئی بار شدت بھوک و تکلیف سے بے ہوش ہوئے۔ آٹھویں روز توبہ قبول ہونے کی بشارت دی اور کھولنا چاہا لیکن انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے کھلنا منظور نہیں جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا کر اپنے دستِ مبارکہ سے نہ کھولیں چنانچہ آپ تشریف لائے اور انہیں کھولا۔ (خزائن العرفان، ص ۲۲۴)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کے رنج و غم میں انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے بندھوایا تھا واللہ اعلم اسی واسطے اس کو اسطوانہ التوبہ کہتے ہیں۔ توبہ کی قبولیت کے سلسلہ میں اس ستون کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی اسطوانہ کے پاس نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ (وفاء الوفاء، ص ۳۱۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی ستون کے قریب اعتکاف فرمایا تھا۔ (ص ۳۱۷)

یہ ستون اسطوانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برابر حجرہ شریف کی طرف ہے۔ اس کے اوپر بھی لکھا ہوا ہے۔

(٤) اسطوانة السرير

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شب کو آرام کرنے کا مقام ہے۔ چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایامِ اعتکاف میں آپ اسی جگہ آرام فرماتے تھے۔ اسی واسطے اس کو اسطوانۃ السریر کہتے ہیں کیونکہ سریر کے معنی خوابگاہ کے ہیں۔ یہ ستون اسطوانۃ التوبہ سے جانب حجرہ شریف مبارک جالیوں سے ملا ہوا ہے۔

(٥) اسطوانة الحرس

اس کو اسطوانۃ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہیں۔ حرس کے معنی حفاظت کے ہیں۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر راتوں کو اسی جگہ بیٹھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے اور نمازیں پڑھتے‘ اس لئے اس کا نام آپ کے نام پر بھی مشہور ہوگیا۔ یہ ستون اسطوانۃ التوبہ کے پیچھے جانبِ شمال میں ہے۔

(٦) اسطوانة الوفود

عرب کے وفود جو اطراف مدینہ منورہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے‘ اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے پھر آپ ان میں تشریف فرما کر انہیں اسلام پر بیعت فرماتے اور انہیں شریعت کے احکام کی تعلیم فرماتے۔ اکابر صحابہ کرام اس وقت آپ کے اردگرد ہوتے اور یہ نورانی منظر دیکھتے۔ یہ ستون اسطوانۃ الحرس کے پیچھے شمال کی جانب ہے۔

(٧) اسطوانۂ جبریل

اس کو اسطوانہ جبریل اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر اوقات حضرت جبرئیل علیہ السلام اسی مقام پر وحی لایا کرتے تھے لیکن یہاں اسطوانہ شریفہ اس وقت حجرہ شریفہ کی تعمیر کے اندر آگیا ہے‘ زیارت نہیں ہوتی اس اسطوانہ کے قریب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا دروازہ تھا۔ جب اپنے حجرے سے تشریف لاتے تو اس مقام پر کھڑے ہو کر فرماتے السلام علیکم یا اھل البیت الخ۔

(٨) اسطوانۂ تہجد

اکثر اوقات اسی مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد پڑھتے۔ یہ مقام اب بھی متعین موجود ہے یہاں لوگ تہجد ادا کرتے ہیں اس کی محراب پر لکھا ہے ومن اللیل الخ یہ باب جبریل (مغرب کی طرف) کے عین سامنے ہے دائیں جانب چبوترہ صفہ ہے اور بائیں جانب روضہ پاک۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بھوک کی شدت سے پریشان ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ گزر پر آبیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ فرمایا ادھر آؤ۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے حجرہ تک پہنچا، فرمایا ایک پیالہ دودھ ہے جو کسی نے مجھے ہدیہ کے طور پر پیش کیا ہے تو تم جاؤ اور اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ۔ میں تعمیل حکم میں چل پڑا۔ لیکن دل میں خیال کیا کہ ایک پیالہ تو دودھ ہے اور آپ سارے اصحابِ صُفّہ کو بلا رہے ہیں اگر فقط مجھ ہی کو عطا فرمادیتے تو میں اس کو پی کر تھوڑی دیر آرام پاتا۔ الغرض میں ان سب کو جو تعداد میں ستر تھے بلا لایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لو دودھ کا پیالہ اور ان سب کو پلاؤ میں نے ایک کو دیا، اس نے خوب سیر ہوکر پیا مگر دودھ ذرہ برابر بھی کم نہ ہوا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو یہاں تک کہ سب نے خوب سیر ہوکر پیا مگر دودھ بالکل کم نہ ہوا پھر وہ لیکر میں آپ کے حضور حاضر ہوا۔ آپ نے تبسم فرما کر فرمایا اب فقط ہم اور تم رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا صدقت یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور خوب سیر ہوکر پی لو۔ میں نے بھی خوب سیر ہوکر پیا اور باقی آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا خطبہ پڑھا اور پھر اس کو نوش فرمالیا۔ (جذب القلوب، ص ۱۰۷)

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبو کا دودھ سے منہ پھر گیا

چبوترۂ اصحابِ صفہ پر بیٹھ کر ذکر واذکار کرنا اور نوافل ادا کرنا چاہیے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ...... مسجد کی بزرگی مسجد والے کی وجہ سے ہے اور ستونوں کی برکات بھی اسی کریم کے طفیل۔ لیکن اُلٹی کھوپڑی کا علاج کون کرے وہ اصل کو طفیل اور طفیل کو اصل بنا رہے ہیں اور جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ بھی غلط کیونکہ اس حدیث میں تین مساجد کے سفر کی تصریح ہے حالانکہ مسجد قبا کا ذکر اس میں نہ ہونے کے باوجود اس کے فضائل سب کو مُسلّم ہیں۔

فضائل مسجد قبا شریف

مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر مسجد شریف ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے اور وہ صحابہ کرام جو آپ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آچکے تھے وہ بھی بجانبِ جنوب ہوئے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو مدینہ منورہ داخل ہو کر پہلے چند روز یہاں بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام فرمایا اور پہلے روز ہی دستِ مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ آپ کے صحابہ نے بھی اہل قبا کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مسجد أُسس على التقوىٰ من اول يوم احق ان تقوم فيه

فيه رجال يحبون ان يتطهروا و الله يحب المطهرين

وہ مسجد جن کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ (اے حبیب) تم اس میں کھڑے ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو صفائی و طہارت بہت پسند رکھتے ہیں اور اللہ بھی پاک صاف لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔

احادیث مبارکہ

۱ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

يزور و ياتي قباء راكبا وماء شيئا فيصلي فيه ركعتين وياتي قباء كل سبت (مسلم شریف، ص ۴۴۸)

پیدل اور سوار پر تشریف لا کر مسجد قبا کی زیارت کرتے اور اس میں دو رکعتیں نماز پڑھتے و نیز ہر منگل کو بھی تشریف لاتے۔

فائدہ ...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماہِ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کی صبح کو بھی تشریف لانا ثابت ہے۔

(جذب القلوب، ص ۱۳۶)

۲ ...... امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واللہ اگر ایں مسجد در طرفے از اطراف عالم بیو چہ جگر ہائے شتراں کہ در طلب او نمیز دیم (جذب القلوب، ص ۱۳۲)

خدا کی قسم اگر یہ مسجد عالم کے کناروں میں سے کسی کنارے پر بھی واقع ہوتی تو ہم اس کی طلب میں کتنے اونٹ کے جگر مار دیتے۔

۳ ...... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دو رکعت نماز در مسجد قبا بگذارم محبوب تر است پیش من از آنکہ دو بار زیارت بیت المقدس کنم (جذب القلوب، ص ۱۳۶)

مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنا میرے نزدیک بیت المقدس کی دو بار زیارت کرنے سے بہتر ہے۔

٤ ...... حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصلوٰة في مسجد قبا كعمرة (ترمذی)

مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرے کے برابر ہے۔

فضائل مسجد شمس

مسجد قبا سے قریب ہی مشرق کی طرف مسجد شمس ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بنی نضیر کا محاصرہ فرمایا تھا تو چھ روز متواتر اس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی بعد ازاں یہاں مسجد تعمیر کر دی گئی۔ (جذب القلوب، ص ۹) یہ مقام بہ نسبت اور مقامات کے بلندی پر واقع تھا اور طلوع شمس اس پر پہلے ہوتا تھا اس لئے اس کا نام مسجد شمس ہوگیا۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کیلئے اعادہ شمس ہوا تھا' یہ غلط ہے کیونکہ وہ وادی صہبا میں خیبر کے قریب ہوا تھا۔

مسجد جمعہ

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قبا سے بحکم احکم الحاکمین جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف چلے تو قبیلۂ بنی سالم بن عوف کے گھروں تک پہنچے تھے کہ نمازِ جمعہ کا وقت ہوگیا تو آپ نے وہیں نمازِ جمعہ ادا فرمائی اس لئے اس مسجد کا نام مسجد جمعہ ہوگیا۔ (ص ۱۳۸)

مسجد بنی معاویہ

اس کو مسجد الاجابہ بھی کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نماز پڑھ کر تین دعائیں فرمائیں ایک تو یہ کہ میری اُمت قحط میں مبتلا ہو کر ہلاک نہ ہو، دوسری یہ کہ عذابِ غرق ان پر مسلط نہ ہو، تیسرے یہ کہ آپس میں قتال نہ کریں پہلی دو قبول ہوئیں اور تیسری سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا کہ آپکی اُمت میں قتال وغیرہ ہوگا۔ یہ مسجد مسجد جمعہ کے قریب واقع ہے چھوٹی سی چاردیواری میں محراب بنی ہوئی ہے اوپر چھت وغیرہ نہیں ہے۔

مسجد مشربہ ام ابراهیم

مشربہ بستان کو کہتے ہیں اُم المومنین حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وازواجہ وبارک وسلم کا یہاں ایک باغ تھا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ماریہ قبطیہ نہایت خوبصورت تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ بہت خوش رہتے تھے اور یہ یہ بات میرے لئے غیرت اور رشک کا موجب ہوئی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو ان کے باغ میں لے گئے اور انہوں نے وہیں رہنا شروع کر دیا اور وہیں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گاہے بگاہے وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں نمازیں بھی پڑھتے۔ یہ مقام عوالئ مدینہ منورہ حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان واقع ہے چاردیواری کے اندر مسجد ومقام ہے آجکل چاردیواری کے اندر جانے کے راستے بند ہیں۔ (ص ۱۴۱)

مسجد بنی ظفر

حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ محلّہ بنی ظفر میں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی۔ نماز پڑھ کر آپ ایک پتھر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک قاریٔ قرآن سے قرآن کریم سنا۔ قاری صاحب نے جب یہ آیۂ کریمہ پڑھی تو آپ رو پڑے۔

فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك علىٰ هولاء شهيدا

علماء کرام نے لکھا ہے کہ جس عورت کو حمل نہ ہوتا ہو وہ اس پتھر پر جا کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی تاثیر سے حاملہ ہونے کی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے۔ اس مبارک پتھر کی یہ تاثیر متقدمین اور متاخرین میں بہت مشہور و مجرب ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۴۲)

نیز اسی مسجد سے قبلہ کی طرف مقام حرہ میں بہت سے پتھر ہیں جو بہت مبارک اور یادگار ہیں۔ ایک پتھر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خچر کے سُم کے نشان ہیں اور ایک پتھر پر آپ کی کہنی کا نشان ہے اور ایک پتھر پر کچھ اُنگلیوں کا سا نشان ہے۔ عوام الناس اس مقام کو 'سفرۂ پیغمبر' کہتے ہیں۔

مصلیٰ عیدیہ یا مسجد غمامہ

اس مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ اور نماز استسقاء اور نماز جنازہ بر شاہ حبشہ نجاشی پڑھی ہے۔ اب وہاں ایک عظیم الشان مسجد ہے۔ اس کے قریب ہی دو چھوٹی سی مسجدیں ہیں۔ ایک مسجد ابوبکر اور ایک مسجد علی کے نام سے مشہور ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مسجد ابو ذر غفاری

سیّد الشہداء سیّدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو مشرق کی طرف سے جاتے ہوئے یہ مسجد راستے میں پڑتی ہے۔ اس مسجد میں حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے' فرماتے ہیں کہ میں رونے لگ گیا کہ شاید آپ کی وفات ہوگئی ہے۔ پھر آپ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے وجہ عرض کی۔ فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور میرے ربّ کا پیغام لائے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ بھی اس پر درود و سلام بھیجے گا۔

مساجد خمسه

(۱) مسجد فتح (۲) مسجد ابوبکر صدیق (۳) مسجد علی مرتضیٰ (٤) مسجد سلمان فارسی (٥) مسجد بنی حرام۔

ان مساجد خمسہ میں خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے غزوہ خندق کہ اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں کے موقع پر نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ مساجد مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جانبِ مغرب واقع ہیں۔ ان میں سب سے افضل مسجد فتح ہے کیونکہ اس مقام پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا۔ آپ نے اسی مقام پر نمازیں پڑھیں اور دعائیں فرمائی ہیں اور اسی مقام پر اجابت دعاء اور فتح کی بشارت پائی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے بعد قریش تمہارے مقابلہ میں کبھی نہ آئیں گے۔ اسی واسطے اس کا نام مسجد فتح ہے اور دوسری مساجد جن صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ کے ساتھ منسوب ہیں وہ اس لئے کہ اس روز یہ صحابہ ان مقامات پر متعین تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مقامات پر مساجد تعمیر کرادیں۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب کوئی مشکل درپیش آتی ہے تو میں اس وقت مسجد فتح میں جا کر دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے اور مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۴۷)

غار سجده

مساجد خمسہ کے قریب ہی جانبِ مشرق جبل سلع میں ایک غار مبارک ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایامِ غزوۂ خندق میں اس کو زینت بخشی ہے اور بعض اوقات وہاں شب باشی بھی ہوئے۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کیلئے آئے۔ جب مسجد اور حجراتِ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن میں نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا۔ لوگوں نے کہا کبھی کبھی اس پہاڑ کی طرف بھی تشریف لے جایا کرتے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑ کی طرف آپ کی تلاش میں نکلا جب پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ادھر ادھر نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غار میں آپ سجدے میں سر انور رکھے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ میں بوجہ ہیبت غار کے اندر نہ گیا اور نیچے اُتر آیا۔ کافی دیر کے بعد پھر چڑھ کر دُور سے دیکھا تو آپ اسی طرح سجدے میں ہی تھے مجھ کو گمان ہوا کہ کہیں آپ کی وفات ہی نہ ہوگئی ہو۔ جب قریب گیا تو آپ نے سجدہ سے سر انور اُٹھا کر فرمایا، میرے پاس جبریل امین آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا کہ آپ کا ربّ فرماتا ہے کہ اے حبیب اُمت کے معاملہ میں غمگین نہ رہو، بلکہ اپنا دل خوش رکھو ہم تمہاری اُمت کیساتھ ایسا سلوک نہیں کریں گے جس سے تمہارا دل دُکھے بلکہ ہم تمہیں راضی کریں گے تو میں اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر سجدۂ شکر ادا کر رہا تھا بلکہ اے معاذ سجدہ سے بڑھ کر کوئی چیز بندہ کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والی نہیں ہے' اسلئے اس غار کا نام غارِ سجدہ ہوا۔ (ص ۱۴۹)

مسجد قبلتین

یہ مسجد فتح سے جانبِ مغرب دو تین فرلانگ کے فاصلے پر بیر رومہ اور وادی عقیق کے نزدیک واقع ہے۔ حضرت محمد بن اخنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سلمہ میں ام مبشر ایک بی بی تھیں کہ ان کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور وہ آپ کیلئے کھانا تیار کر کے لائیں۔ آپ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ لوگوں نے آپ سے ارواحِ مومنین و کافرین کے حالت پوچھے آپ نے جوابات دیئے۔ اس تذکرہ میں ظہر کا وقت آگیا آپ اسی علاقہ کی مسجد میں نماز کیلئے تشریف لے گئے آپ نے ظہر کی دو رکعت پڑھی تھیں کہ وہ وحی الٰہی سے بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا تو اس لئے اس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہے۔

اپیل اویسی غفرلہٗ

ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین نے مزارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے سفر کو شرک کہا۔ اہل حق نے قرآن و حدیث سے اس سفر کو مبارک ثابت کیا تو ابن تیمیہ نے اپنے موقف میں حدیث لاتشدوالرحال پیش کر دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر صرف تین مساجد کا ہو اہل حق نے ان کا غلط نظریہ بھی ملیا میٹ کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ سفر تو صرف تین مساجد پر موقوف نہیں ان مساجد کے علاوہ متعدد مساجد کا سفر ثابت ہے اور مساجد کے علاوہ بھی بیشمار اسلامی سفر قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ اس کے باوجود پھر بھی ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین بضد ہیں کہ قبر انور کی زیارت کا سفر شرک ہے اور ایک عقلی دلیل سے عوام کو بہکاتے ہیں وہ عقلی دلیل یوں ہے۔

عقلی دلیل

جن احادیث مبارکہ میں زیارت کا حکم ہے وہ ہے زیارتِ قبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور قبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو آج کل نہیں دیکھی جا سکتی جیسا کہ زائرین مدینہ کو معلوم ہے کہ قبر مبارک کے آگے دیوار ہے اس پر سبز غلاف پڑے ہیں قبر مبارک نظر بھی نہیں آتی جب قبر کی زیارت ہی نہ ہوئی تو وہ وجوبِ شفاعت کیسے نصیب ہوگی۔

جواب اویسی غفرلہٗ

من زار قبری جیسی احادیثِ مبارکہ میں نفس قبر مراد نہیں بلکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی حاضری مراد ہے جیسا کہ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس زندہ موجود ہیں اسی لئے اُمتی کو آپ کی خدمت میں حاضری کا حکم ہے اور ایک قاعدہ علم معانی پر مبنی ہے وہ یہ کہ محل بول کر حال مراد لیا گیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعلم ما فی الارحام آیت میں ارحام بول کر ما فی الجوف مراد لیا گیا ہے یعنی بچہ یا بچی وغیرہ۔

نکتہ

اس تمام بحث کی اصلی غرض ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین کے عقیدہ کا اظہار ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام فوت ہو کر مٹی میں مل گئے اور روح اعلیٰ علیین میں ہے تو اب مٹی کے ڈھیر پر جانے کا کیا فائدہ۔ (معاذ اللہ)

اہلسنّت اپنے عقیدہ کی پختگی پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کو زندہ مان کر صرف اور صرف آپ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

(حدائق بخشش)

فقط والسلام

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان